اصنافِ ادب

رفیعُ الدّین ہاشمی

Scanned with CamScanner

بالا کبھی تھی تیغ کبھی زیرِ تنگ تھی
ایک اک جھنگ مالکِ اشتر کی جنگ تھی

(میر انیس)

جہاں تک مستقبل میں مرثیہ نگاری کا تعلق ہے اوّل تو میر انیس نے مرثیہ کو ترقی کی اس آخری انتہا (saturation) تک پہنچا دیا کہ اس میں کوئی نئی بات پیدا کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ دوسرے وہ ماحول فضا اور زمانہ ہی نہیں رہا جس میں مرثیہ نشو و نما پا سکے لہٰذا مرثیے کی ترقی کے امکانات بہت کم ہیں۔

شہر آشوب

شہر آشوب کے لغوی معنی ہیں "شہر کے لیے فتنہ و ہنگامہ" یا شہر میں جمع ہونیوالے یا شہر میں فتنہ برپا کرنے والے۔" اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جس میں مختلف پیشوں اور طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کا ذکر ہو۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ کے الفاظ میں شہر آشوب وہ نظم ہے "جس میں شہر یا ملک کی اقتصادی یا سیاسی بے چینی کا تذکرہ ہو یا شہر کے مختلف طبقوں کی مجلسی زندگی کے کسی پہلو کا نقشہ مزاحیہ، طنزیہ یا ہجویہ انداز میں کھینچا گیا ہو۔"

Scanned with CamScanner

شہر آشوب کے لیے کوئی ایک ہیئت مقرر نہیں، ہر ہیئت میں شہر آشوب لکھے گئے ہیں۔ بعض شعرا کے ہاں آشوبیہ غزلیں ملتی ہیں۔ شہر آشوب میں شاعر کا انداز ہمدردانہ یا طنز و تضحیک اور ہجو کا ہوتا ہے۔ بعض اوقات شہر آشوب مرثیے اور نوحے کے انداز میں لکھے جاتے ہیں۔ بعض شہر آشوبوں میں لفظی رعایتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شہر آشوب کے موضوعات میں بڑا تنوع ہے۔ جوں جوں شہر آشوب نے ترقی کی اس کے مفہوم و موضوع میں بھی وسعت آتی گئی، اس صنفِ شعر کے اہم موضوعات حسب ذیل ہیں:

۱۔ لڑکوں کا حسن و جمال جو باعثِ فتنہ ہو۔

۲۔ شہر یا ملک کی بربادی۔

۳۔ کاریگروں اور اہلِ حرفہ کی بے روزگاری۔

۴۔ شہر کی اقتصادی بدحالی۔

۵۔ سیاسی ابتری اور انتشار۔

قدیم ترکی اور فارسی ادب میں شہر آشوب کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ محمد شاہ کے عہد میں سیاسی اور ملکی انتشار و ابتری کے نتیجے میں اردو میں بڑی کثرت سے شہر آشوب لکھے گئے۔ ابتدائی دور

Scanned with CamScanner

ہیں شاکر ناجی، مکمرین، حاتم اور قائم نے شہر آشوب لکھے۔ شاکر ناجی کے شہر آشوب میں نادر شاہی حملے، دہلی کی بربادی اور ہندوستان کی فوج کی بزدلی کا ذکر ہے۔ سودا اور میر نے اسی کی تقلید کی۔ سودا کے ایک شہر آشوب کی ہیئت قصیدے کی ہے اور دوسرے کی مخمّس کی۔ قصیدہ شہر آشوب ۹۶ اشعار کا ہے، جس میں عوام کی بیروزگاری، قلّتِ معاش اور دہلی کی بربادی کا ذکر ہے۔ میر نے اپنے شہر آشوب میں اقتصادی بدحالی اور درباری ماحول کا نقشہ کھینچا ہے۔ میر و سودا کے شہر آشوب اپنے زمانے کی سیاسی فضا کی کامیاب عکّاسی کرتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی کے شہر آشوب میں آگرے کی معاشی بدحالی، فوج کی حالتِ زار، عمارتوں اور باغوں کی تباہی و بربادی کا مقامی زبان میں خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نظیر کے لہجے سے دردمندی جھلکتی ہے۔ راسخ عظیم آبادی، شفیق اورنگ آبادی، سیّاح، حسرت اور میر حسن نے متعدد شہر آشوب لکھے۔

۱۸۵۷ء کے ناکام انقلاب کے بعد شہر آشوب کی ہیئت اور موضوع میں کئی تبدیلیاں آئیں۔ اب شہر آشوب میں ہجو اور طنز کی جگہ مرثیے اور نوحے کا رنگ غالب آ گیا۔ اس زمانے کے بیشتر شہر آشوبوں کا موضوع دہلی کی تباہی و بربادی ہے جن کے دو مجموعے کتابی شکل میں "فغانِ دہلی" (مرتبہ محمد تفضل حسین کوکب ۱۲۸۰ھ) اور "انقلابِ دہلی" مطبوعہ ۱۹۳۱ء

کے نام۔ سہ شائع ہوچکے ہیں۔ دہلی کے متعلق شہر آشوب لکھنے والوں میں آرزو دہلوی، افسردہ دہلوی، تشنہ، سالک، سوزاں، ظہیر، عیش، کامل، مبین، محسن، داغ، غالب، حالی وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان شعراء نے دہلی کی عظمت اور انقلاب کی ہمہ پہلو تباہ کاری و بربادی کی داستانوں کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ یہ غم نامے دلی کی تہذیب و معاشرت کے مرثیے ہیں۔ اگرچہ ان پر نوحے کا رنگ غالب ہے۔ مگر ہر شاعر کا انفرادی تاثر جدا ہے۔ کوئی بادشاہت کے خاتمے پر رو رہا ہے، کسی کو احباب کے بچھڑنے کا زیادہ غم ہے، کسی کو دلّی کی علمی شخصیات اور مجالس کے خاتمے کا رنج ہے، کسی کو اپنے بیوی بچوں کی ہلاکت کا صدمہ ہے، کسی کو دلّی کی تاریخی عمارات اور یادگاروں کی تباہی کا قلق ہے۔ غرض ہر شہر آشوب شاعر کے ذاتی رجحانات کا آئینہ دار ہے۔ اور اسی نسبت سے اس کے لہجے اور زبان و بیان میں تنوّع ہے۔ تاہم دہلی شہر سے محبّت کا گہرا جذبہ سب کے ہاں موجود ہے۔ ان شہر آشوبوں سے پتہ چلتا ہے کہ دہلی پر قبضے کے بعد انگریزوں نے کس طرح دہلی کو تاراج کیا، شرفاء ذلیل اور رسوا ہوتے، محبّ وطن لوگوں کو قتل کیا گیا، شاہی خاندان کے افراد شہر سے نکل کر جائے امن کی تلاش میں در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرے، ان تمام شہر آشوبوں میں داغ کا شہر آشوب انفرادی

Scanned with CamScanner

خصوصیت کا حامل ہے اور زبان و بیان کی خوبی اور اثر انگیزی کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ بعض شعرائے نے دہلی کی تباہی پر آشوبیہ غزلیں بھی لکھیں۔ دہلی کی تباہی کے اثرات، کم اور ملک کی سیاسی فضا میں تبدیلی ہوئی تو شہر آشوب کا رنگ بھی بدل گیا۔ اس دور میں برق لکھنوی، جان صاحب، کیفی دہلوی، صفی لکھنوی اور عمر انصاری نے متعدد شہر آشوب لکھے۔ حالی کے شہر آشوب "مدّ و جزرِ اسلام" اور "شکوۂ ہند" اسمٰعیل میرٹھی کے قصیدۂ عبرت "نوائے زمستان" اور "قلعہ اکبرآباد" اور شبلی کا شہر آشوب اسلام زیادہ اہم ہیں۔ جدید دور میں شہر آشوب نہیں لکھا جاتا مگر سیاسی اور اقتصادی موضوعات پر لکھی جانے والی اکثر نظمیں شہر آشوب کے ذیل میں آتی ہیں۔ تقسیم ہندوستان اور پھر سقوطِ مشرقی پاکستان کے نتیجے میں جو قتل و غارت، بے روزگاری، اقتصادی پریشانی اور انتشار و ابتری کی کیفیات پیدا ہوئیں جدید شعراء نے اپنے انداز میں ان پر نظمیں لکھیں۔ ایک لحاظ سے انھیں بھی شہر آشوب کا نام دیا جا سکتا ہے۔ شہر آشوب کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

خراب ہیں وہ عمارات کیا کہوں تجھ پاس
کہ جن کے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوک اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل ہوئے زندگی سے اداس
بجائے گُل، چمنوں میں کمر کمر ہے گھاس

کہیں ستوں پڑا ہے کہیں غول

(سودا کا مخمس شہر آشوب)

ماریں ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار
اور جتنے پیشہ دار ہیں روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لہار تو پیٹے ہے سر سنار
کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشے والوں کا ہے کاروبار بند

(نظیر اکبر آبادی کا مخمس شہر آشوب)

کالج یہاں پہ جتنے ہیں سب لاجواب ہیں
اسکول بھی ہمارے یہاں بے حساب ہیں
بیکار کچھ ہیں بعض حماقت مآب ہیں
بیکار مدرسے ہیں مکاتب خراب ہیں
بڑھ کر ہے جامعہ تو از اندیشہ وگماں

(شہریہ بن یاسی کا شہر آشوب لکھنؤ کے بارے میں)

واسوخت

واسوخت کے لغوی معنی اعراض، روگردانی، تنفّر اور بیزاری کے ہیں۔ اصطلاح میں یہ وہ صنف شاعری ہے، جس میں محبوب کی بے وفائی، سنگ دلی اور اس کے ظلم وستم کا ذکر کر کے اسے برا بھلا کہا جاتا ہے،